ادارۂ خدمۃ القرآن الکریم کراچی

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ

سبق نمبر (10)

زیرِ تدریس خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

رئیس مرکز الافتاء والارشاد گلستانِ جوہر کراچی

ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00

بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ

رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

التدبّر فی القرآن الکریم

تدبّر کے ساتھ تلاوت کرنے کی فضیلت:

تلاوت کا سب سے اعلیٰ ترین اور افضل ترین طریقہ جو قرآن وسنت کی روشنی میں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پسند ہے۔ یہ وہ تلاوت ہے جو ترتیل کے ساتھ ہو، ٹھہر ٹھہر کر ہو، اور اس میں تدبّر اور تفکر کا خوب اہتمام ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوقِ تلاوت:

حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں، جس عبادت کو سمجھ کر ادا نہ کیا اُس میں کوئی خیر نہیں اور جس تلاوت میں تدبّر نہ ہو اُس تلاوت میں بھی کوئی خیر نہیں۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میرے نزدیک سارے قرآن کو حدر یعنی تیز تیز پڑھنے سے بہتر ہے، صرف سورۂ بقرہ اور آل عمران کو ترتیل اور تدبّر کے ساتھ پڑھ لیا جائے اور س سورۂ بقرہ اور سورۃ آل عمران کو حدر میں پڑھنے سے بہتر ہے کہ اذا زلزلت اور سورۃ قارعہ کو تدبّر اور ترتیل کے ساتھ پڑھ لو۔ (حدر اُس تلاوت کو کہتے ہیں، جس میں تیزی سے قرآن کی تلاوت تو کی جائے تجوید کے ساتھ لیکن اُس کے معانی پر غور وفکر نہ کیا جائے)

عزیز طلباء کرام! یہ ہے صحابہ کرام کا ذوقِ تلاوت یاد رہے بغیر تدبّر کے تلاوت میں ثواب تو مل جائے گا لیکن وہ ثواب جو تدبّر کی صورت میں ملنا ہے اور کئی گنا زیادہ ہے، وہ ثواب نہیں ملے گا۔

ایک حسی مثال سے وضاحت:

بعض چیزیں کمیت یعنی مقدار کے اعتبار سے زیادہ ہوتی ہیں، لیکن کیفیت یعنی وزن اور حسن کے اعتبار سے بہت تھوڑی ہوتی ہیں۔ جیسے سعودی عرب کا ایک ریال ہے، وہ پاکستان کے چوالیس روپے کے برابر ہے۔ اگر ہم آپ کو کہیں کہ بیس روپے دیتے ہیں اور ادھر ایک ریال ہے، کونسی چیز لیں گے؟ یہاں تو سب تیار ہو جائینگے کہ ایک ہی مل جائے، بیس کو ٹھکرا رہے ہیں، تیس کو ٹھکرا رہے ہیں، ایک ریال چاہیئے۔ کیوں؟ پتہ ہے کہ ایک ریال کے اندر قوت زیادہ ہے، اس کے اندر کیفیت زیادہ ہے اگرچہ تعداد میں تھوڑا ہے۔ اسی طرح جو تدبّر والی تلاوت ہے اپنی کیفیت میں زیادہ ہونے کی وجہ سے حدر کے ساتھ تلاوت سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ کمیت یعنی مقدار میں زیادہ ہو۔

تابعین کرام رحمہم اللہ کا ذوق تلاوت

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت عبد اللہ ابن عبّاسؓ کے سب سے بڑے شاگرد اور بہت بڑے مفسر قرآن تھے، اُن سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت دو آدمی ہیں، دونوں نفل پڑھ رہے ہیں اور ایک نے اُس میں پورا قرآن مجید ختم کرلیا یا آدھا ختم کرلیا، دوسرے نے چند سورتیں پڑھیں لیکن وقت دونوں نے برابر خرچ کیا، کیونکہ ایک آدمی تدبّر کے ساتھ تلاوت کر رہا تھا اور دوسرا حدر میں، ایک نے پورا قرآن حدر میں ختم کرلیا اور دوسرے نے تدبّر کے ساتھ صرف سورۃ بقرہ ہی پڑھی اُن دونوں میں سے، کس کا ثواب زیادہ ہے؟ فرمایا کہ دونوں نے وقت برابر لگایا، دونوں برابر ہیں اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں: نماز کی حالت میں جو ترتیل اور تدبّر کے ساتھ تلاوت کی جائے وہ سب تلاوتوں سے افضل ہے۔

تدبّر کے ساتھ تلاوت کا طریقہ

① خطاب ربانی بزبان قاری

جب تلاوت کے لیے ہم قرآن کریم کو لے کر بیٹھیں تو تلاوت کا سب سے اعلیٰ اور افضل طریقہ یہ ہے کہ ہم کلام اللہ کی تلاوت کے ذریعہ سے، اپنے مولا، اپنے آقا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مخاطب ہیں، اس کلام اللہ کی شان اتنی اُونچی ہے، بندہ کو کلام کرنے کا کوئی حق نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، اس بندہ کو اجازت دے دی کہ تم میرا کلام اپنی زبان پر جاری کرلو اور اس کی مثال وہی بن گئی (دیکھیے اس تصور سے کتنا مزہ آئے گا، کتنا ایمان بڑھے گا) جس طرح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کلام فرماتے تھے تو درخت سے آواز آتی تھی، وہ درخت کی اپنی آواز نہیں تھی، وہ اللہ کا کلام تھا، لیکن اُس کا ظہور درخت سے ہوتا تھا۔ یہاں بھی اپنے آپ کو مثلِ درخت سمجھتے ہوئے، یہ خیال کریں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے توفیق دی، وہ کلام الٰہی میری زبان پر جاری ہو رہا ہے، یوں قرآن مجید کی آیات میں تم حق تعالیٰ جل شانہ کی عظمت وکبریائی کا مشاہدہ کریں۔ اُس کے سامنے ایسے تلاوت کرے جیسے باری تعالیٰ سے میں خطاب کر رہا ہوں۔ اس طرح کے مراقبہ کی، حدیثِ احسان میں خود رسول اللہ ﷺ نے تلقین فرمائی:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ))

(سب سے پہلا عبادت کا درجہ یہ ہے) یوں عبادت کرو جیسے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ سو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

تلاوت کے آداب بہت ہیں، مگر طریقِ ذیل ان شاء اللہ تعالیٰ سب کا جامع ہے:

۱) جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے، وضو کرکے رُو بہ قبلہ، اگر سہل ہو، ورنہ جیسے موقع ہو خشوع کے ساتھ بیٹھے۔

۲) یہ تصوّر کرے کہ حق تعالیٰ مجھ کو فرمائش کرتے ہیں کہ ہم کو پڑھ کر سناؤ۔

۳) یہ تصوّر کرے کہ اگر کوئی مخلوق مجھ سے ایسی فرمائشیں کرتی تو میں کیسا پڑھتا؟ تو خدا تعالیٰ کی فرمائش کی تو زیادہ رعایت چاہیے اور اس کے بعد تلاوت شروع کرے۔

اور جب یہ تصوّر ضعیف ہوجائے تلاوت بند کرکے اسی مراقبے کو پھر تازہ کرے، البتہ اگر تکثیرِ تلاوت مقصود ہو اور اتنی مہلت نہ ہو کہ مقید ہو کر بیٹھ سکے تو ان آداب میں تخفیف ہوسکتی ہے، مگر تجوید بہ قدرِ واجب میں تخفیف ممکن نہیں۔

(اصلاح انقلاب اُمت، ص ٦٧ تا ٦٨)

۲ تذکّر بِالوعدِ وَالوعید

قرآن کریم کی تلاوت کے دوران جہاں وعدہ کی آیات آئیں، جن میں جنت کا وعدہ اور خوشخبریاں ہیں، وہاں رک کر اللہ جل شانہ سے جنت کا سوال کرے اور اللہ تعالیٰ سے انعامات اور اُن خوشخبریوں کی بھیک مانگے۔ جہاں وعید کی آیتیں آئیں وہاں رک کر، اللہ جل شانہ کے غضب سے اُن وعیدات سے، اُن عذابوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، ''وعد'' اُس وعدے کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی خوشخبری سُنائی جائے اور ''وعید'' اُس دھمکی کو کہا جاتا ہے جس میں کسی چیز سے ڈرایا جائے۔ وعید کی آیات پر اپنے اندر ڈر اور غم کی کیفیت پیدا کرے اور اللہ جل شانہ کی دوزخ سے پناہ مانگے۔

۳ امم سابقہ کی تباہی کے اسباب میں غور و فکر

جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اممِ سابقہ، اُن کی بربادی کے قصوں کو ذکر فرمایا، ان پر ٹھہر کر قرآنِ مجید میں ذکر کردہ اسباب میں غور کرے کہ بربادی کا حق تعالیٰ نے سبب کیا ذکر فرمایا اور پھر اپنے اندر غور کرے کہ اُن اسباب میں سے کوئی سبب میرے اندر تو موجود نہیں، اگر کوئی سبب پایا جاتا ہے تو توبہ کرے۔ مثال کے طور پر قومِ شعیب کے قصے سے متعلق آیات کی تلاوت کے دوران علم ہوا کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، تلاوت کے دوران رُک جائے، اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر عذاب نازل کیا اس وجہ سے کہ یہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، تلاوت کرنے والا فوراً ان گناہوں سے توبہ کرلے۔

یا حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کا قصہ تلاوت کیا، اُس میں پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر سخت سے سخت عذاب ہم جنس پرستی کی وجہ سے نازل فرمایا، تو بس اس گناہ سے فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، ان تمام قوموں کے جن جن گناہوں کو شمار کیا گیا ہے، اُس سے توبہ کریں۔

یہاں ایک اور کام کی بات بتوفیقہ تعالیٰ عرض کر دوں، آپ غور کیجئے گا، بڑے کام کی اور راز کی بات ہے۔ وہ یہ کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پیغمبر اپنی اپنی قوموں کو توبہ کی دعوت دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی خاص صفات کو ذکر کرتے تھے۔ مثال کے طور پر اِنَّهٗ تَوَّابٌ حَكِيمٌ، اِنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيمٌ، چنانچہ دورانِ تلاوت جو بھی صفات آتی ہوں، اُن صفات کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے، اُن صفات کے وسیلہ سے کرے۔ دیکھئے اس سے بڑا عجیب کام بنے گا اور بہت جلد کام بنے گا۔ جب اللہ کے پیغمبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام پہنچا رہے ہیں کہ ان گناہوں سے توبہ کرلو اور وہ ایسی ایسی صفات والے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے ہمیں خود فرمایا ہے کہ اُس کے ان اسماء اور ان صفات کے واسطہ سے دعا کیا کرو، تو ہم نے اب آیات میں غور وفکر کر کے اُن صفات کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑائیں اور دستِ سوال دراز کریں۔

④ انعام پر خوشی اور عقاب سے ڈر:

جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نرمی کا مضمون ہو، وہاں اپنے دل میں خوشی اور بشاشت پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے اُس کی کیسی رحمت ہے اور جہاں شدت اور سختی کا مضمون ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت جلال کا ذکر ہو رہا ہے، وہاں اپنے اندر ڈر پیدا کرے اور خوف کی کیفیت پیدا کرے۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، آپ نے مشکوٰۃ میں یہ حدیث پڑھی ہو گی کہ سب سے احسن تلاوت یہ ہے کہ تم تلاوت کرنے والے کو یہ دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے اور یہ بھی فرمایا گیا کہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا ہے، اس لیے تلاوت کرنے والا غمگین لہجہ میں تلاوت کرے اور حضرات سلف نے اس کے بارے میں یہ بھی فرمایا غم کا معنیٰ یا تو رونا ہے، اگر ظاہری طور پر رونا نہیں آتا تو دل کے اندر جو نہ رونے کے بارے میں احساس ہوتا ہے یہ بھی دراصل دل کا رونا ہے، یہ بھی اُسی فضیلت میں شامل ہے۔

⑤ توفیقاتِ باری تعالیٰ پر مسرت

جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق کا ذکر ہو کہ ہم نے تمہیں ایمان عطا فرمایا، ہم نے تمہیں اعمالِ صالحہ کی توفیق دی، یعنی توفیقاتِ الٰہیہ کا ذکر ہو، اللہ تعالیٰ کے ان انعامات اور توفیقات پر مسرت کا اظہار کرے۔

⑥ قدرت الٰہیہ کے بیان پر تکبیر

پھر قرآن مجید میں جگہ جگہ آیات میں اللہ تعالیٰ کے انعامات یعنی آلاءِ اللہ کا تذکرہ ہے، اُن آلاءُاللہ کے تذکرے میں جہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کوئی بیان ہو تو وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تکبیر کہے۔ جہاں یہ بتایا گیا ہو کہ ہم نے بہت بڑا عرش پیدا فرمایا، غور فرمایئے کہ عرش بڑا ہے یا اس کا پیدا کرنے والا بڑا ہے؟ چنانچہ تدبّر کا تقاضا یہ ہے یہاں رُک کر کہے، اللہُ اکبر کبیرًا!

⑦ تسبیح و تحمید کے بیان پر حمد

جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ذکر ہو کہ فلاں مخلوق اللہ کی حمد کرتی ہے، ہمیں اس لیے تو بتایا جا رہا ہے کہ اے اللہ کے بندو! تم بھی ہماری حمد کرو، وہاں ٹھہر کر اللہ تعالیٰ کی حمد کریں، جہاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا ذکر ہو جیسا کہ قرآن میں ہے وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وہاں تسبیح بیان کریں اور سبحان اللہ کہیں۔

تسبیح، تحمید، تمجید، تحلیل اور تکبیر، یہ اذکار کی مختلف صورتیں ہیں۔ اتنا عظیم الشان ''سبحان اللہ'' کا مفہوم ہے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا معنیٰ مختصراً یہ ہے کہ دنیا میں جتنے عیوب، جتنی کمزوریاں ہوسکتی ہیں مثلاً موت کمزوری، بیمار ہونا کمزوری، تھک جانا کمزوری، سوجانا کمزوری، عاجز آجانا کمزوری، بیمار پڑجانا کمزوری، کوئی چیز پہنچا نہ سکنا کمزوری، سوچیں ذرا کمزوریوں اور عیوب کی بے انتہاء طویل لسٹ بنائیں، اللہ رب العالمین ہر ایک ایک عیب سے، ہر ایک ایک کمزوری سے پاک ہے۔ اتنے بڑے مفہوم کے سمندر کو ایک لفظ میں ادا کیا اور وہ ہے سبحان اللہ! ذرا یہ سوچ کر پڑھیے اس تدبّر کی شان کے ساتھ، سبحان اللہ! دیکھیے پھر کیسے اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کی عظمت ہمارے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایسے ہی نہیں ہے کہ ایک سبحان اللہ کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ جنت میں اتنا بڑا درخت لگادے، یہ بہت عظیم الشان کلمہ ہے۔ سمجھ گئے میرے بھائیو! جہاں حکم آئے کہ اللہ کی تسبیح بیان کرو، فوراً رُک کر تسبیح بیان کریں۔ حکم آیا سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی وہاں رُک جائیں وہاں پڑھیں ''سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی''، اگرچہ سجدہ میں ہم اس کی تعمیل کرتے ہیں لیکن تدبّر کے ساتھ تلاوت کا تقاضا یہ ہے، اللہ تعالیٰ کی اُن صفات کو ذکر کرتے ہوئے نقد بھی تسبیح بیان کرنی چاہیے۔

اور جہاں حکم استغفار کا ہو، وہاں استغفار کی آیت کو پڑھ کر آگے نہ بڑھ جائیں بلکہ وہاں اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگ لیں۔ مثلاً تلاوت میں یہ آیا کہ یہ بندے ''یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ'' یہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں، ہم یہاں رُک جائیں، ہم نے قرآن مجید کی آیت پڑھی ''مُسۡتَغۡفِرِیۡنَ بِالۡاَسۡحَارِ'' یہ میرے پیارے بندے سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں۔ سحری کے وقت اُٹھیں یا جب آنکھ کھل جائے، فوراً دوبارہ کمبل اوڑھ کر نہ سوجائیں بلکہ فضیلت کی تحصیل کے لیے کچھ نہ کچھ استغفار کرلیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جس صفت کو ذکر فرمایا اور اُس پر جو انعامات ذکر فرمائے وہ ہمیں حاصل ہوجائیں۔

استغفار میں تدبّر کی فضیلت

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اس کا معنی بڑا عظیم الشان ہے، اگر تدبّر کے ساتھ یہ استغفار پڑھا اور عجیب بات ہے آپ حدیث کی کتاب کھولیے صحیح بخاری، اُس میں لکھا ہوا ہے، جس نے یہ استغفار پڑھا اور اس کے معنیٰ کو سمجھتے ہوئے پڑھا، ایسے نہیں کہ زبان کے اُوپر جاری کیا، بلکہ معنی کو سمجھتے ہوئے پڑھا، اگر وہ اس دن فوت ہوگیا وہ سیدھا جنت میں جائے گا، اگر شام کے وقت پڑھا اور رات میں فوت ہوگیا، وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔

⑧ ایمانی صفات کے ذکر پر اپنے ایمان کا محاسبہ

قرآن مجید میں جہاں جن ایمانی اوصاف کا تذکرہ ہے اُن ایمانی اوصاف کو پڑھنے کے بعد محاسبہ کریں، اپنے اندر غور کریں یہ ایمانی اوصاف ہمارے اندر موجود ہیں یا نہیں؟ اگر موجود ہیں تو توفیق الٰہی پر شکر ادا کریں اور اگر موجود نہیں تو اللہ تعالیٰ سے اُن کی توفیق مانگ لیں اور اُس پر عمل کی پوری کوشش کریں مثال کے طور پر ہم نے قرآن مجید کی آیات پڑھی:

﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾

ہم دیکھیں ہمارا غیب پر ایمان کیسا ہے کیا ہمیں غیب کی ساری چیزیں معلوم ہیں رُک جائیں پہلے غیب کے بارے میں جانیں پھر ایمان کے بارے میں جانیں اور سیکھیں پھر ویسا ہی ایمان لائیں جیسا اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں جب یہ پڑھا **وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ** یہ نماز کو قائم کرنے والے ہیں تو یہاں غور کریں کہ ہماری نماز اقامت الصلوٰۃ میں داخل ہے اگر نہیں تو ہم اپنی نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرلیں تاکہ **وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ** میں داخل ہوجائیں، پھر آگے پڑھا **مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ** کہ ہم جو رزق دیتے ہیں اُس میں سے خرچ کرتے ہیں تو اُس آیت پر عمل کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل کا معیار اور حُسن مطلوب ہے مقدار اور کثرت نہیں۔

میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں، بتائیے ایک آدمی کے پاس پانچ روپے دس روپے ہیں اور اُس نے وہ دس روپے راہ خدا میں دیے اور ایک کے پاس ایک کروڑ روپے یا ایک ارب روپے ہیں اور اس نے یہ سارے اللہ کے راستے

میں خرچ کر دیے، تو آپ ذرا اللہ جل شانہ کی کبریائی پر نظر ڈالیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک ایک کروڑ ایک ارب بڑا ہے یا یہ دس روپے بڑے ہیں یا یہ دونوں برابر ہیں؟ ظاہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے لیے یہ ایک کروڑ ہیں لیکن عرش والے کے لیے کچھ بھی نہیں، ساری دنیا مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو دل کے اخلاص کو دیکھتے ہیں کہ یہ کس نیت سے خرچ کر رہا ہے؟ یہ کس جذبے سے کام کر رہا ہے؟ وہاں تو اخلاص اور جذبے کی قدر دانی ہوگی، مقدار کی نہیں ہوگی، باقی اگر مقدار کے ساتھ جذبہ بھی شامل ہوجائے تو یہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ اصل چیز دل کا تقویٰ اور دل کا اخلاص ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس تو تمہارا یہ تقویٰ جاتا ہے، اس لیے کل تقویٰ اور اخلاص کے ساتھ جتنا ہو سکے چاہے وہ مقدار میں کم ہو لیکن آیت پر عمل کرتے ہوئے خرچ کرنا چاہیے۔

⑨ آفاقی نشانیوں میں غور و تدبّر کر کے عظمت الٰہی کا اعتراف

قرآن مجید کی تلاوت کے دوران تدبّر کا تقاضہ یہ ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بیان کردہ جہاں آفاقی نشانیاں گذریں جو آسمان اور زمین میں پھیلی ہوئی ہیں یا انفسی نشانیاں جو ہمارے نفوس میں موجود ہیں، چونکہ فرمانِ الٰہی کی روشنی میں اس میں عبرت والے غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں لہٰذا رک جائیں اور غور وفکر کریں وہاں رُک کر اللہ رب العلمین، اُس کی عظمت اور کبریائی کو پیدا کرتے ہوئے اپنے دل میں اُس کا احساس جتاتے ہوئے اُن صفات اُن نشانیوں میں غور کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو پیدا کریں۔

دورانِ تلاوت عظمتِ الٰہی کا استحضار کرنا تعلیم نبوی ﷺ ہے

بس میاں کوئی سوچتا ہوگا کہ ہم کسی اور راستہ پر چلا رہے ہیں!! ہم اور راستہ پر نہیں چلا رہے بلکہ ہم آپ کی اُنگلی پکڑ کر گویا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دے رہے ہیں آپ ﷺ نے ہمیں اس راستہ پر چلایا ہے، چنانچہ سورہ آل عمران کی جب یہ آیات اُتریں ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

تلاوت کرنے والا بندہ فوراً جواب دے رہا ہے، ان آیاتِ مبارکہ کا بڑا عظیم مفہوم ہے، غور و فکر کر کے فوراً یہ ہے تدبّر اُس نے غور و فکر کیا فوراً اُس کے دل میں عظمت الٰہی کا احساس ہوا اپنے بارے میں شرمندگی ہوئی اللہ کے سامنے ہاتھ اُٹھا دیے: ﴿ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ یہ ہے تدبّر! ان آیات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَيْلٌ لِّمَنْ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيهَا)) بربادی اُس شخص کے لیے جس نے ان آیات کی تلاوت کی اور پھر اُس نے آسمان و زمین میں غور نہیں کیا، ان میں تفکر نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم ایسے نہیں دی کہ ان آیات کو پڑھنے کے بعد آگے گزر جائیں

ایک مرتبہ سورہ رحمٰن آپ ﷺ نے تلاوت کی۔ اُس میں بار بار آتا ہے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموشی کے ساتھ تلاوت سنتے رہے آپ نے جب سورہ رحمٰن کی تلاوت ختم فرمائی تو آپ نے فرمایا کہ تم بھی بڑے عجیب آدمی ہو! صحابہؓ سے کیا فرمایا بڑے عجیب لوگ ہو سورہ رحمٰن میں نے جنات کے سامنے تلاوت کی تو جب بھی میں اس آیت کی تلاوت کرتا تھا فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ اے جن و انس تم اپنے رب کی کس کس نشانی کو جھٹلاؤ گے وہ جواب دیتے تھے اے ہمارے رب ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلائیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوچھ رہے ہیں بتاؤ! جبکہ سننے والے چپ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں یا تلاوت کر کے آگے گزر گئے اب آپ بتائیں! دنیا میں یہ اسلوب اچھا لگتا ہے کوئی سوال کیا جائے اور سامنے والے چپ ہوں یہ ہے قرآن کریم کے اندر تدبّر، قرآن مجید اس بات کی دعوت دیتا ہے۔ یہ فوراً فوراً آسمان و زمین میں غور کرنے کے بعد دعا کرنے لگے۔ نہیں بلکہ اُس نے غور و فکر کیا، اس لیے کہا رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا مجھے ذرا سچ سچ بتایئے گا، کسی کے عیب کو ظاہر کرنا مقصد نہیں ہے، آج تک جب بھی ہم نے یہ آیت تلاوت کی تھی رک کر ہاتھ اُٹھا کے تلاوت کے علاوہ دعا مانگی تھی رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا بتایئے جی؟ غور کیا تھا آسمان میں ایسی چھت! ایسا سورج! ایسا چاند! ایسی زمین! ایسے پانی اور پھر میری حقیر ذات۔ یہ کائنات کوئی ایسے ہی کھیل کو د تماشہ تو نہیں ہے اے اللہ یہ آپ نے کسی عظیم مقصد کے لیے پیدا کیے، یہ سوچ کر پھر فوراً دعا کی رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اگر پہلے ایسے نہیں پڑھا تھا تو اب اس کو اپنی تلاوت میں ضرور شامل کریں۔

⑩ صفات میں غور و فکر کر کے باری تعالیٰ کی معرفت

جہاں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر آئے تو چونکہ یہ صفات اس ذات کی صفات ہیں، جس کی ساری کائنات، ساری

مخلوق، محتاج ہے، جو ہمارے خالق ہیں، مالک ہیں، ہمارے رب ہیں یہ اُس کی صفات ہیں، اُن صفات الٰہیہ میں خوب غور کریں اور اُن صفات الٰہیہ میں غور کر کے اللہ تعالیٰ کی خوب معرفت حاصل کریں دیکھیے جب ہم ربّ کی صفت کو پڑھیں تو سوچیں یہ ربّ ہے کیا چیز!! یہ ربّ کی صفت کیا ہے؟ ربّ کے معنی کیا ہیں، اس صفت ربوبیت کا مجھ پر، میرے والدین پر کیسے کیسے اظہار ہو رہا ہے!! میاں! اسی سوچنے کو تدبّر کہتے ہیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان معرفت اور پہچان پیدا ہوگی، جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پہچان اور معرفت پیدا ہوگی، یاد رکھیں! جس کو جتنی معرفت نصیب ہوتی ہے اُتنی اللہ تعالیٰ سے پھر محبت پیدا ہوجاتی ہے اور جتنی جس کے دل میں محبت پیدا ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی اُتنی زیادہ آسان ہوجاتی ہے، جس کو جتنی اطاعت نصیب ہوجائے گی اور کمال درجہ کی ہوجائے گی، اُس کا جنت میں داخلہ بھی دخول اوّلی ہوگا اور جس کا داخلہ دخول اوّلی ہوگیا اُس کو رسول اللہ ﷺ اور انبیاء کا جنت میں ساتھ حاصل ہوجائے گا۔ اب میں اس کو دھراتا ہوں چند جملوں میں، صفاتِ الٰہیہ میں تدبّر اور تفکر کرنے سے کمالِ معرفت حاصل ہوگی اور کمالِ معرفت سے کمالِ محبت ملے گی اور کمالِ محبت سے کمالِ اطاعت کی توفیق ہوگی اور کمالِ اطاعت سے کمال عطا ہوگا میاں! کہا جائے گا بغیر حساب کتاب اس کو جنت میں بھیج دو پہلے پہلے بھیج دو اس کا حساب ہمیں نہیں لینا، یہ ہے کمالِ عطا اور جس کو کمال عطا مل گیا پھر اس کو آخرت میں نبیوں کا ساتھ بھی ملے گا۔

ہم جب دورۂ تفسیر کے دوران قرآن کی تفسیر میں آئیں گے ہم ایک ایک صفت میں غور کریں گے ہم اُس میں فکر کے دریچے کھولیں گے اللہ کی رحمت سے اللہ سے مانگیں گے۔ یا اللہ ہمیں اپنی ان صفات کا علم ومعرفت عطا فرما! علم کس کے پاس ہے؟ کون عطا فرماتے ہیں؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ۔

ہمارے پاس کیا ہے! کچھ بھی نہیں ہے۔ جو عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں ان صفات الٰہیہ میں خوب غور وفکر کریں رحمٰن کا لفظ آیا تو غور کریں، رحمٰن کیا چیز ہے اُس کی رحمت کا مجھ پر کیا کیا اثر ظاہر ہو رہا ہے، یہ رحمت نہیں ہے کہ ساری زندگی کفر کیا، نافرمانی کی، بغاوت کی، کلمہ پڑھا لا الٰہ الا اللہ۔ وہ فرماتے ہیں بس ساری زندگی کا کفر ختم ۔ اِنَّ الۡاِسۡلَامَ يَهۡدِمُ وَمَا كَانَ قَبۡلَهٗ ۔ نوّے سال تک کفر اور شرک کا علمبردار بنا رہا بس ایک مرتبہ مرنے سے پہلے کہہ دیا لا الٰہ الا اللہ سب کچھ معاف کر دیا گیا یہ صفت رحمن نہیں تو اور کیا ہے بتائیے جی! ایک ایک صفت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی علوم کا سمندر ہے، علوم کا خزانہ ہے۔

⑪ اللہ تعالیٰ کی صفات کے واسطے سے دعا

جب ہم قرآن مجید کی تلاوت کریں تو اس میں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات کا ذکر آئے تو وہاں ٹھہر ٹھہر کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اُن اوصاف کا واسطہ دے کر اپنے لیے دعاؤں کا دروازہ کھول لیں، مثال کے طور پر قرآن مجید میں ہم نے یہ پڑھا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اب بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی ان شانوں کو دیکھے اور اُس سے رحمت نہ مانگے تو یہ بڑے تعجب کی بات ہوگی!! یہاں رُک کر اللہ تعالیٰ سے اُس کے رحم کا سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا اللہ تعالیٰ کے بڑے پیارے پیارے نام ہیں بڑے اچھے اچھے نام ہیں تم اللہ تعالیٰ کے ناموں کا واسطہ دے کر اللہ سے سوال کرو میں عرض کرتا ہوں کہ اس طرح دعا کرنے میں اُس کو بہت جلد شرف قبول حاصل ہوتا ہے۔ اگر ہم جو چیز مانگنا چاہتے ہیں اگر اس حوالے سے اگر ہم اُسی وصف کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حوالہ دیں گے، واسطہ دیں گے تو ہمارے لیے بہت جلد اُس نعمت کے عطا ہونے اور اُس دعا کی قبولیت کو شرف عطا فرمادیا جائے گا جیسے حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا مانگتے تھے یَا رَحْمٰنُ ارْحَمْنِیْ، یَا غَفَّارُ اغفر لی، یَا تَوَّابُ تُبْ عَلَیَّ، یَا عَفُوُّ اعْفُوْ عَنِّیْ

اب دیکھئے! ہم نے تلاوت کے دوران پڑھا اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ میں دو صفات آئیں، اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والے ہیں تو بندگی کا تقاضہ ہے نقد مانگ لے، جیسے ہی اُدھر سے عطا ہو فوراً ہاتھ بڑھا کر لے لینا چاہیے، جب ہمیں یہ معلوم ہوا وہ التَّوَّابُ ہیں یہاں جب اس صفت کی تلاوت کرے فوراً اللہ کے سامنے توبہ کرے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ، یَاتَوَّابُ تُبْ عَلَیْنَا اے اللہ آپ کی شان تو تَوَّاب ہے آپ میری توبہ کو قبول فرمائیں۔

توبہ واستغفار سلیقۂ بندگی ھے

میرے عزیز طالب علم بھائیو! یہاں یہ بات یاد رکھنا چاہیے توبہ صرف گناہوں سے نہیں ہوتی، گناہوں سے توبہ تو کرنی ہی ہے یہ فرض ہے، لیکن جو اللہ کے مقبول بندے ہوتے ہیں وہ بار بار ہر وقت توبہ کرتے رہتے ہیں، آنحضرت ﷺ ایک ایک نشست میں ستّر ستّر مرتبہ جو استغفار فرماتے تھے اور اُس میں توبہ کے الفاظ آتے ہیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ یہ گناہوں یا خطاؤں کی وجہ سے نہیں بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی عظمتِ شان کا استحضار عطا فرماتے ہیں وہ جب بار بار عظمت الٰہی پر نظر ڈالتا ہے اپنی کمزوری، اپنی لاچاری، اپنے فقر، اپنی بیچارگی کا اُس کو احساس ہوتا ہے تو پھر وہ اللہ رب العالمین کی عظمت کے حساب سے اللہ کے سامنے استغفار کرتا ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ استغفار صرف گناہوں کی وجہ سے نہیں استغفار عظمت الٰہی کے اُن رازوں کے ظاہر ہونے پر اپنی بیچارگی اور لاچاری کے احساس سے بھی ہوتا ہے۔ یہ سلیقہ مندی کا تقاضہ ہے۔

دورۃ القرآن الکریم وعلومہٖ ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

آپ ایک مثال سنیے! آپ نے عربی میں سنا ہو گا عفواً کا کلمہ بہت استعمال ہوتا ہے، جس کا معنی ہے، معاف کیجیے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں بڑوں سے بات کرتے ہوئے کیا کہتے ہیں معاف کیجیے۔ معافی مانگنا کس لیے ہے؟ کوئی گناہ کیا، کوئی مالی حق یا کوئی چوری کی؟ نہیں بلکہ یہ سلیقہ کا تقاضہ ہے، یہ ادب کا تقاضہ ہے جب ہم بڑوں سے گفتگو کرتے ہیں تو وہاں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں دنیا کی ہر زبان میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے بار بار اپنی اس طلبِ معافی کا، استغفار کا پیش کرنا یہ بڑے ادب اور بڑے تعلق کی نشانی ہے، اس لیے صفات باری تعالیٰ کا واسطہ دے کر دعا کرنی ہے، مثلاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ کا بیان آیا تو پتہ چلا کہ رزق دینے والی ذات تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہے، ساری دنیا کو وہ رزق دیتے ہیں رزق کے دروازے رزق کی چابیاں اُسی کے پاس ہیں، اب ہم اللہ تعالیٰ سے رزق کا سوال کریں اور ایسی جب اللہ تعالیٰ کی صفت آئی ''فَهُوَ يَشْفِيْنِ'' وہ شفا دینے والے ہیں تو اپنی بیماریوں کے بارے میں شفا مانگیں، پس جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی صفات آئیں وہاں باری تعالیٰ کی صفات کا واسطہ دے کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کریں۔

⑫ اوامر پر عمل اور نواہی سے بچنے کا اہتمام

اور یہ بات بھی عرض کرنی ہے کہ تلاوت کے دوران جو اوامر آئیں اُس پر فوراً عمل کریں اور جو نواہی اور منکرات آئیں انہیں فوراً چھوڑ دیں اس بات کا پکا ارادہ کریں انشاءاللہ تعالیٰ، جس حکم کا ہمیں علم ہو جائے تو اُس پر ہم فوراً عمل کریں گے جس بات کے بارے میں قرآن میں یہ ہدایت آ گئی کہ یہ گناہ ہے، ہم فوراً رُک جائیں، جہاں ان اوصاف کا تذکرہ آئے جن کے بارے میں مذمت آئی ہو، بری خصلتوں کا ذکر ہو، اُن کو فوراً چھوڑ دے۔

عجیب نکتہ

قسم بخدا! میں اپنے بزرگوں کی ایک بہت پتے کی بات نقل کر رہا ہوں، ہمارے حضرت شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق سکھروی قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے آسان چیز ترک ہے، فعل کے لیے تو کچھ کرنا پڑتا ہے مثلاً نماز کے لیے کچھ کرنا پڑے گا، حج کے لیے کرنا پڑے گا، کچھ نہ کچھ زکوٰۃ کے لیے کرنا پڑتا ہے، ترک کے لیے تو کچھ نہیں کرنا پڑے گا، ترک تو ترک ہے، اس نکتہ کو سمجھ لیں۔ مثال کے طور پر فرمایا کہ شرک چھوڑ دو، فحش کام چھوڑ دو، بے حیائی چھوڑ دو، گناہ چھوڑ دو، بتائیے! اس چھوڑنے کے لیے کچھ کرنا پڑے گا، یا کچھ بھی نہیں کرنا پڑے گا؟ بس ارادہ کرنا پڑے گا آج سے ہم نے چھوڑ دیا \ تو بس چھوڑ دیا، اس سے پتا چلا کہ سب سے زیادہ نواہی پر عمل کرنا آسان ہے لیکن

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

شیطان نے پٹی یہ پڑھائی ہوئی ہے کہ سب سے زیادہ مشکل نواہی سے بچنا ہے اس لیے شیطان کے بارے میں فرمایا کہ اس کے دھوکے میں ہر گز نہ آنا، یہ دھوکہ دے رہا ہے، دھوکہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم کسی چیز کو کچھ سمجھیں اور وہ نکلے کچھ۔ جس کو ہم نے ایماندار سمجھا وہ فراڈ یا نکلا اس کو دھوکہ کہتے ہیں، جس چیز کو ہم نے خالص سمجھا وہ نا خالص نکلی یہ دھوکہ ہے، جس کو ہم نے اصلی سمجھا وہ جعلی نکلی، یہ دھوکہ ہے تو شیطان کے متعلق فرمایا کہ اس کے دھوکہ میں ہر گز نہ آنا:

﴿وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ ”دھوکہ دینے والا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے“

شیطان یہ دھوکہ دے رہا ہے، بہت مشکل ہے گناہوں سے بچنا، قسم بخدا اسی وقت اسی نشست میں ہم اگر ارادہ کرلیں کہ کوئی گناہ نہیں کریں گے، کوئی گناہ نہیں ہوگا، ابھی ارادہ کرلیں کہ ہم اپنی نظر کی حفاظت کریں گے، ابھی ارادہ کرلیں۔ بتائیں اسی وقت مدرسہ تک جاتے ہوئے اگر ہم اپنی نظر کو نیچے رکھیں کسی بھی موقع پر شیطان ہماری آنکھوں کی پلکوں کو اُٹھا کر اُوپر نہیں کرے گا وہ صرف مشورہ دیتا ہے، صرف وسوسہ ڈالتا ہے اس سے زیادہ اُس کو کوئی طاقت نہیں دی گئی۔ وہ کہہ رہا ہے کہ کرو، ہم جواب میں کہہ رہے ہیں کہ نہیں کریں گے۔ ہمارے اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے آج ہم نے اُس کے ساتھ وعدہ کیا ہے ہم گناہ نہیں کریں گے، ہم اپنی نظروں کی حفاظت کریں گے، بتائیں ترک آسان ہے یا فعل آسان ہے؟ جیسے نماز پڑھنا یا جتنے بھی مامورات ہیں اُن کے لیے تو کچھ کرنا پڑتا ہے لیکن نواہی کے لیے کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا۔ اگر سو سالہ کافر بُت پرست ایک نشست میں توبہ کرلے اور دل ہی دل میں کرلے کہ نہیں صرف ایک ہی اللہ وحدہ لاشریک ہے اُسی سے سب کچھ ہونے کا یقین پیدا ہوگیا۔ بس یہ کیا ہوگیا؟ جی! یہ موحد ہوگیا، ہوگیا کہ نہیں ہوگیا! فوراً اُسی نشست میں اس کو کامل ایمان حاصل ہوسکتا ہے۔

مثلاً جب سورۂ حجرات میں غیبت کے بارے میں ان آیات کو پڑھے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾

میرے عزیز بھائیو! مزہ یہ ہے، ہمارے دورۂ قرآن کی روح یہ ہے کہ زندگی بھر کے لیے ہماری زبان پر غیبت کے بارے میں تالا لگ جائے اور ہم نے قرآن کریم کی آیات پڑھی يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتے ہیں اور جب قرآن کی آیت پڑھی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ آنکھوں اور نظروں کو نیچا رکھو تو ہم اپنی نظروں کو نیچا رکھیں اپنی نظروں کی حفاظت کریں آنکھوں کی خیانت سے اپنی آنکھوں کو پاک رکھیں۔

اگر ہم نے قرآن کریم پر عمل نہ کیا اور قرآن کو ساتھ ساتھ عمل میں نہ لائے، اپنی زندگی میں ان آیات کو نہ اپنایا تو ہم

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

سے بڑا خسارے والا کوئی نہیں، ہم نے کیوں فائدہ نہ اُٹھایا اس قرآن پاک سے لیکن کہیں خدا نخواستہ عمل میں کوتاہی ہوگئی تو پھر اس کو چھوڑے نہ رکھیں، فوراً توبہ اور اصلاح طرف آجائیں وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وہ لوگ جن سے کوئی بے حیائی کا کام ہوگیا اور انہوں نے اپنی جانوں پہ ظلم کرلیا تو ذَكَرُوا اللّٰهَ، فوراً اللہ کو یاد کرلیا، آگے کیا ہے جی! فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۔ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پھر انہوں نے استغفار کیا اور اللہ کے علاوہ آخر کون ہے جو معاف کرے گا، فوراً استغفار کریں، یہ ہے عمل کا راستہ! اول تو اپنے آپ کو بچانا ہے اور جہاں شیطان نے قلابازی دے دی اور گناہ ہوگیا تو فوراً استغفار کے ذریعہ سے شیطان کو دوبارہ پٹخ دینا ہے اس کا مقابلہ کرنا ہے، استغفار ہمارے پاس شیطان کا مقابلہ کرنے کے لیے بہترین ہتھیار ہے اس کو اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیے۔

تو اوامر اور نواہی پر فوراً عمل کرنا۔ اگر اوامر آجائیں تو اُس پر عمل کرنا ہے۔ آپ حضرات ماشاء اللہ طلباء ہیں، بہت سارے علماء ہیں، جانتے ہیں، جس جگہ امر وجوب کے لیے ہے تو اس پر تو فوراً عمل کرنا ہے، کہیں اگر استحباب کے لیے بھی ہے تو اس کو بھی اپنی زندگی میں ہم اپنائیں۔

حکمائے امت اور بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ جو بندہ آداب اور مستحبات کا خیال رکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ واجبات کی بھی توفیق عطا فرماتے ہیں اور جو واجبات کا خیال رکھے اس کو فرائض کی بھی توفیق دی جائے گی، جی ہاں! جو سب سے پہلے کوتاہی آداب میں ہوتی ہے پھر مستحبات میں پھر یہاں سے کوتاہی سرایت کرتے کرتے کہاں پہنچ جاتی ہے؟ سنتوں میں، پھر سنتوں سے واجبات میں، جب واجبات میں کوتاہی ہونے لگے پھر فرائض بھی چھوٹنے لگتے ہیں۔ جب فرائض بھی چھوٹنے لگیں پھر خدا نخواستہ کہیں ایسا نہ ہو اوپر سے دل کو سیل کردیا جائے اور مہر لگادی جائے اور اگر مہر لگادی گئی تو یہ بہت بڑی خسارے والی بات ہوگی۔ اس کیفیت ہر وقت ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ یہ بات قرآن میں ذکر کی گئی ہے، كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بندہ جب گناہ کرتا ہے ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، توبہ کرنے سے فوراً مٹ گیا پھر دل چمک ہوگیا، اگر پھر گناہ ہوا پھر توبہ کرلی تو دل صاف ہوگیا، لیکن یہ میری بات یاد رکھیے گا، اگر گناہ کیا پھر توبہ کی، پھر گناہ کیا پھر توبہ کی، وہ رفتار ایسی ہوگی گاڑی کی جیسے گاڑی پنکچر ہوگئی، کھڑے ہوگئے پنکچر لگوانے کے بعد چلے پھر پنکچر ہوئی پھر پنکچر لگوانے لگے اور ایک گاڑی کا ٹائر صحیح سالم ہے، فراٹے بھرتا ہوا جا رہا ہے، بتایئے منزل پر جلدی کون پہنچے گا جی؟ جو اپنے آپ کو بچاتے ہوئے جائے گا۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں لیکن اس امید

اور آسرے پر کہ معافی ہوجائے گی، ہم گناہوں پر جرأت اور دلیری نہ کریں۔ آج سے اگر ہمیں اللہ نے قرآن سیکھنے کی توفیق دے دی ہے، پوری طرح اس پر ہم عمل کا ارادہ کریں، پوری طرح نیت کریں۔

⑬ اس بات کا استحضار ہو کہ یہ کتاب میرے لیے اتری ہے

جب ہم قرآن پڑھیں یہ سوچ کر یہ دھیان کر کے یہ کتاب میری ذاتی اپنی کتاب ہے اور میرے عیوب کی، میری بیماریوں کی یہ نشاندہی کر رہی ہے، میں ساتھ ساتھ اس کو ٹھیک کرلوں، فوراً ٹھیک کرلوں اور یہ سوچ کر پڑھیں، گویا کہ میرے محبوب کا میرے نام ایک طرح سے خط آیا ہے، اس خط میں مجھ سے جو فرمائشیں کی گئی ہیں، میں فوراً پورا کروں اور جس کام سے باز رہنے کا فرمایا گیا، میں فوراً چھوڑ دوں۔ خدانخواستہ کوئی عشقِ مجاز اور فانی محبت میں مبتلا ہو وہ اس فانی اور مجازی محبوب کے لیے کیا سے کیا کرتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی وہ محبتِ حقیقی، اصلی محبت، عشقِ الٰہی، جس پر دنیا آخرت کی نجات اور اونچے درجات کا وعدہ ہے، اگر نصیب فرمادیں اور اس محبوبِ حقیقی کا اگر خط سامنے آجائے اس وقت ہماری حالت کیا ہونی چاہیے۔ اس لیے قرآنِ مجید کو اس انداز تدبّر سے پڑھنا ہے۔

اگر انفاق فی سبیل اللہ کا حکم تلاوت میں آیا ہے تو جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے، کچھ نہ کچھ ضرور صدقہ کردیں تاکہ عمل کرنے والوں کی لسٹ میں ہم شامل ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ مقدار کو نہیں دیکھتے، پانچ روپے ایک روپیہ بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ارے بھائی! دوزخ کی آگ سے تم کھجور کے ایک ٹکڑے کو بھی صدقہ کر کے بچ سکتے ہو، اس لیے کہ منوں اور ٹنوں صدقہ کرنا اور ایک ٹکڑا خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے دونوں برابر ہیں۔ یہ ہمارے لیے من وٹن اور ایک ٹکڑا ہے اُس ذات باری تعالیٰ کے لیے نہیں! وہ تو دل کو دیکھتے ہیں اِس نے کس دل سے دیا ہے۔ اتنے سے ٹکڑے سے، کھجور کے آٹھ دس ٹکڑے کیے، اُس میں سے سب سے چھوٹا ٹکڑا کسی کے منہ میں ڈال دیا، چلو بندہ نہیں کھاتا جانور تو کھالیتا ہے، اتنے صدقہ سے بھی اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ کے مطابق تم دوزخ کی آگ سے بچ سکتے ہو۔ کہیں بھی کوئی ترغیب آئے مثلاً انفاق فی سبیل اللہ کی، کچھ نہ کچھ خرچ کردیا جائے، جو حکم آتا جائے ہم اس پر عمل کرتے چلے جائیں۔

⑭ قرآن نے جس کو دشمن بتلایا اس کو دشمن سمجھنا:

اور جہاں کہیں شیطان کا ذکر آئے یا نفسِ امارہ کا یہ سمجھتے ہوئے پڑھنا کہ یہ ہمارا دشمن ہے اور جس طرح دشمن کے

ساتھ رویہ کیا جاتا ہے، دشمن کو آنکھیں کھول کر دیکھا جاتا ہے پوری ہوشیاری کے ساتھ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ حملہ کرنے والا ہو۔

بتایئے ذرا! ہمارے ظاہری دشمنوں میں ایک کتا بھی ہے، اگر گلی میں کہیں کتا ہو اور غور سے دیکھ رہا ہو تو کس انداز سے گزریں گے وہاں سے، سو گز تک پیچھے دیکھتے رہیں گے، دیکھیں گے کہ نہیں دیکھیں گے؟ سو گز تک پیچھے دیکھتے رہیں گے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ لپک کر حملہ کر دے۔ جب ہم اپنے ظاہری چھوٹے چھوٹے دشمنوں کے بارے میں اس طرح فکرمند ہیں تو پوری بیداری کے ساتھ ہم شیطان اور نفس کے بارے میں بھی ہوشیار رہیں۔ جب اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اور وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ تو شیطان کو دشمن سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ بھی مانگتے رہیں اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو ہوشیار بھی رکھیں بیداری کے ساتھ۔ جہاں نفس کے بارے میں آئے تو اپنے نفس کا مقابلہ کریں۔ یہ عزم کریں ہم نے مجاہد بننا ہے، ابھی ہمارے سامنے یہ دشمن ہے، ان کو ہم پٹخ دیں گے، ان کو ہم اپنے مقابلہ میں شکست دیں گے، ان کو مایوس اور محروم کر دیں گے، اپنے نفس اور شیطان کے ساتھ مقابلہ کریں گے، میں آپ کے سامنے ایک بات بڑی عجیب عرض کر رہا ہوں، آپ غور کریں اگر آپ کی پلکیں اور آنکھیں جھکی ہوئی ہوں، اتنی چھوٹی سی ماچس کی تیلی چھوٹی سی لکڑی کے ساتھ اوپر اٹھانا چاہیں تو اٹھ جائے گی کہ نہیں اٹھ جائے گی؟ اگر ہم اٹھانا چاہیں یا آپ اٹھانا چاہیں تو اٹھ سکتی ہے، شیطان کو اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ کسی کی بند آنکھوں میں سے اتنا سا زور لگا کر بھی اس کو اونچا کر دے، جس کو اتنی بھی طاقت نہیں اس کے صرف مشورے پر عمل کرتے ہوئے، ہم اگر گناہوں میں مبتلا رہیں، آنکھوں کی خیانت کریں، اپنی عفت اور حیا کو تار تار کریں، اس سے بڑا ناکام اور محروم کون ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اس کی سمجھ نصیب فرما دے۔ اسی طرح مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ سے یہود و نصاریٰ منافقین و مشرکین کا دشمن ہونا بیان فرمایا ہے ان سے دوستی سے منع کر دیا ہے۔ ہم یہ حکم تلاوت کرتے ہی فوراً ان کی دوستی ترک کر دیں۔

⑮ قرآنی دعاؤں کو اپنا وظیفہ بنائیں

جن دعاؤں کا قرآن نے ذکر فرمایا، بار بار دعائیں آتی ہیں، مومنین کے اوصاف کے بیان میں بھی دعائیں آتی ہیں مثلاً ہم نے سورہ آل عمران پڑھی اور اس میں آیا کہ جو میرے خاص بندے ہیں وہ دعا کرتے ہیں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ، کم از کم ہماری تلاوت میں جو دعائیں گزریں، ان کو

ہم اسی دن سے اپنے ورد میں اپنے وظیفے میں شامل کرلیں اور فوراً رک کر چند مرتبہ تو ان دعاؤں کا خاص طور پر ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے دعا کریں تاکہ فوراً فوراً ان دعاؤں پر عمل کرنے والوں میں احکام پر اور ترغیبات پر عمل کرنے والوں میں ہمارا نام شامل ہوجائے۔ ہم نے قرآن مجید کی تلاوت کی، وہاں بعض دعائیں اللہ تعالیٰ کے امر قُل کے ساتھ آتی ہیں قُل یوں کہو، اُس دعا کو تو ہم فوراً اپنالیں، قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اب یہاں تدبّر کا تقاضا یہ ہے کہ آگے تلاوت سے پہلے ہم اس دعا کو بار بار مانگیں رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ، رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ، قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

⑯ تجدید اخلاص و نیت

اسی طرح اخلاص کی بار بار تجدید کرتے رہیں، نیت کی تجدید کرتے رہیں اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسی طرح اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بار بار ہر عمل سے پہلے ہر تلاوت سے پہلے اپنی نیت اپنی توجہ کو اللہ کی طرف پھیریں۔ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حَنِيْفًا ہر طرف سے کٹ کٹا کر ہماری ساری رفتار، ہماری سوچ کا محور کیا ہونا چاہیے؟ اللہ رب العالمین کی ذات۔

حفاظ قرآن کے لیے تلاوت کے دو انداز

میرے بھائیو! یہ ساری چیزیں جو تدبّر کے بارے میں میں نے عرض کی ہیں اس کے مطابق ہم اپنی تلاوت کا منہج بدلیں گے ان شاء اللہ! ہوسکتا ہے کسی کے دل میں سوال پیدا ہوا ہو کہ میں تو حافظ ہوں اگر میں اس طرح چلتا رہا میں اپنی منزل پکی نہیں کروں گا چنانچہ اس مقصد کے لیے دو تلاوتیں کریں، ایک منزل کو پکی کرنے والی اور ایک تدبّر والی، تدبّر والی تلاوت ہمارے دورۂ تفسیر معمولات میں شامل ہے اور منزل والی آپ کی اپنی تلاوت ہے! اب معاملہ آسان ہوگیا، اس پر عمل ہمیں کرنا ہے۔ میں نے دو راستے عرض کیے ہیں، دس آیات تو اس انداز سے پڑھ لیں، منزل یاد کرنے کے لیے آپ دوسری ترتیب سے تیز تیز پڑھتے رہیں۔

اگر ہم اس انداز سے چلیں گے، تو انشاء اللہ ہم اپنے ظاہر میں اپنے باطن میں بڑی تبدیلی محسوس کریں گے، ہم اپنی اصلاح میں اپنی ہر چیز میں ان شاء اللہ تعالیٰ تزکیہ نفس میں، اخلاص میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ تعلق میں، نمازوں کے اندر خشوع

خضوع میں تلاوت کے اندر خشوع خضوع میں ان ساری چیزوں میں ہم امتیازی طور پر اس میں فائدہ محسوس کریں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ’’جب تم سجدہ سبحان پڑھو تو سجدے میں جلدی نہ کرو، بلکہ پہلے رولو۔ اگر کسی کی آنکھ نہ روئے تو اس کا دل ہی رولے۔‘‘ دل کا رونا، اس کا خوف و حزن ہے یعنی اگر علماء کی طرح مطالب وغیرہ سمجھ کر رونا نہیں آتا تو رونا نہ آنے پر دل ہی غمگین ہو جائے اور دل میں ڈرے کہ آخر اہلِ علم کا وصف کیوں پیدا نہیں ہو رہا ہے؟

سجدۂ تلاوت کا طریقہ:

جب بندہ سجدۂ تلاوت کرے تو اسے چاہیے کہ سجدہ کی حالت میں آیت کے مفہوم کے مطابق دعا کرے اور اس کے مفہوم کے مطابق پناہ مانگے۔ یہ قرآن کے جاننے والے علماء کا طریق ہے اور اللہ تعالیٰ اسے پسند فرماتا ہے۔ اس طرح وہ زیادہ ساجد شمار ہوگا۔

مثلاً اس نے یہ آیت پڑھی:

﴿خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴿١٥﴾﴾ السجدۃ

اگر پڑیں سجدہ کر کے اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں سے اور وہ بڑائی نہیں کرتے۔

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ السَّاجِدِيْنَ لِوَجْهِكَ الْمُسَبِّحِيْنَ بِحَمْدِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ
اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ عَنْ اَمْرِكَ اَوْ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ))

اے اللہ! مجھے اپنے لیے سجدہ کرنے والوں میں سے بنا دے۔ تیری حمد کے ساتھ تسبیح پڑھنے والوں سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے حکم سے یا تیرے اولیاء پر تکبر کرنے والوں سے ہو جاؤں

﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۩ ﴿١٠٩﴾﴾ السجدۃ

اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کی عاجزی

تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْبَاكِيْنَ اِلَيْكَ الْخَاشِعِيْنَ لَكَ

اے اللہ! مجھے اپنے سامنے رونے والا اور تجھ سے ڈرنے والا بنا دے۔

اسی طرح باقی آیات کو قیاس کر لیا جائے۔ قرآن مجید ہی اس کا علم و عمل، دعا اور فکر و شغل ہو۔

خلاصۂ کلام

تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ ڈرتا رہے، اپنے آپ کو نصیحت کرتا رہے، دل کو صاف رکھے، جب وعدہ، مدح اور اعلیٰ صفات کی ترتیب پڑھے اور مقربین کے حالات پڑھے تو اپنے آپ کو ان میں نہ دیکھے، بلکہ دوسرے اہلِ ایمان کو وہاں سمجھے اور صدیقین کو سلامتی وصفائی کے مقام پر سمجھے اور جب آیت غضب پڑھے جن میں بُرے لوگوں کی مذمت ہوئی اور غافلین کے حالات اور گنہگاروں کے واقعات پڑھے تو اپنے آپ کو ان میں سمجھے اور اپنے آپ کو نصیحت کرے اور ڈرائے۔اس طرح مخلوق کے لئے امید رکھے اور اپنے آپ کے لئے خطرہ محسوس کرے۔ایسا کرنے سے اس کا دل بندوں کے لئے صاف رہے گا اور اپنے آپ پر ناراض ہوگا (اور اپنی اصلاح کی فکر پیدا ہوگی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے:

اللّٰھم انی استغفرك لظلمي و كفري

اے اللہ! میں اپنے ظلم کفر کی بخشش مانگتا ہوں۔

راوی بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یہ ظلم تو خیر ہوا اور کفر کون سا ہے؟

انہوں نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

بے شک انسان البتہ بہت ظلم کرنے اور کفران ناشکری کرنے والا ہے۔

اس لئے کہ اگر بندے پر یہ دو معنی بدل جائیں اور بندہ اپنے آپ کو مدح و وصف میں سمجھے اور دوسروں کو مذموم اور غلط سمجھے تو وہ صادقین سے پھر گیا اور ڈرنے والوں کی راہ سے ہٹ گیا۔خود برباد ہوا۔دوسروں کو برباد کرے گا۔اس لئے کہ قرب میں بُعد کا مشاہدہ کیا وہ خوف میں مامون رہا اور جس نے بُعد میں قرب سمجھا، اس نے امن میں مکر کیا۔